

حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب

فتح و شکست اسلام کی نظر میں

حمد و صلوٰۃ کے بعد گزارش یہ ہے کہ کراچی، ملتان، لاہور، گوجرانوالہ اور پشاور، سرحد کے متعدد دینی جرائد نے طالبان افغانستان کی جرأت ایمانی استقامت علی الصراط المستقیم اور نقد نفاذ اسلام میں ان کی بے انداز قربانیوں پر جن شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے اس سے ان کی حق ادائیگی تو کیا اس کا عشر عشر بلکہ ہزاروں اور لاکھوں حصہ بھی ادا نہیں ہو سکا۔ وجہ ظاہر ہے کہ الفاظ کے دامن میں اتنی وسعت ہی نہیں ہے کہ وہ اس بارگراں کا قتل کر سکے۔

زوصف ناتمام باجمال یار مستغنی است

بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا

لکھنے اور کہنے والوں کا ع گلچین بھارت تو زرا ماب گلہ داروں

کہہ کر اور لکھ کر ہی اپنے عجز اور اعترافِ قصور کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ فعلى الله اجرهم الجليل وعليه تعالى مافى التنزيل فاثوليك لهم الدرجات العلى جنات عدن تجري من تحتها الانهار خالدین فیہا وذلك جزاء من تزکی۔

البتہ بعض جرائد نے ان غازیان اسلام کے سیاسی فہم و فراست یا حکمت یا کسی بھی عنوان سے کچھ ہلکے اور خفیف سے جو اشارے کئے ہیں ہم جیسے متوسط دینی طالب علموں کے کمزور دل اور ضعیف قلوب پر بہت ہی گراں گزرے۔ قرآن کریم کی سورت النساء آیت ۷۰ کے مطابق شہادت پانے والا اور غالب آنے والا اجر عظیم میں برابر ہیں۔

فیقتل او یغلب فسوف نؤتیه اجراء عظیمہ۔ اور اس طرح تہ اول ایام کی حکمت میں بھی واضح طور پر فرمایا کہ بصورت فتح کفار کا حق یعنی ان کفار کو اور ان کے غلبہ اور رعب کو ختم کرنا ہے اور بصورت ہزیمت و شکست کے بعض اہل ایمان کو شہادت کے عظیم درجات پر فائز کرنا ہے اور بعض غازیان اسلام کی تحیص یعنی ہر قسم کے صنعائے و کبار کے دھبوں سے صاف کرنا غرض احدی الحسنین سے ہی سرفراز فرماتا ہے۔ اور اس لئے صورتِ حاضرہ کے سلسلہ میں طالبان جس آزمائش سے دوچار ہوئے ہیں ان کے متعلق ہم تحریک عمل برائے نفاذ شریعت اسلامیہ کے نزدیک الخیر ملتان بابت شوال ۱۴۲۲ھ کے درج ذیل الفاظ آب زر سے لکھنے کے قابل اور واجب التقلید ہیں۔

”حق و باطل کی اس آویزش میں کسی بھی حوالے سے طالبان کو اپنی زبان یا قلم کا نشان بنانا امریکہ کو اس کی شیطانی قوت کے استعمال کرنے پر خراج تحسین پیش کرنا ہے۔“ کسی حوالے کے عموم میں سیاسی فہم حکمت عملی اور شرعی پابندی سب کچھ آ گیا ہے۔ اسی طرح اب ایام کے تقاضے اور حالات کی آزمائش اور ان پر

مصائب کے یہ عمومی اسباب ہو سکتے ہیں۔ لیکن حالات حاضرہ میں طالبان کی جانب ان کا اشارہ کرنا ان کے زخموں پر نمک پاشی کرنا ہے۔ اور بالواسطہ دشمن کو خوش کرنا ہے۔ ہم نے اپنی سیاسی فہم و فراست سے پچاس سال میں نفاذ اسلام میں کتنی کامیابی حاصل کی ہے۔ اور انہوں نے سات دنوں میں سات سال تک مکمل اسلام کے نفاذ سے کامل ترین امن و امان قائم کرنے میں جو ریکارڈ قائم کر دیا ہے کیا ان میں زمین و آسمان کا فرق نہیں ہے۔ وہ زبان سے نہ کہیں لیکن ان کے دل سے یہ آواز ضرور بلند ہوگی کہ رعنا صحابہ آگ لگے اس تیرے سمجھانے کو حق کے لئے سرکٹانے کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عظیم کامیابی سے تعبیر فرمایا ہے۔ تیر لگنے پر صحابی رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ کا فزت ورب الکعبة کہنا مشہور و معروف ہے۔

ایک اور صحابی کا واقعہ بھی علماء کو معلوم ہے اس نے دعا یہی کی کہ یا اللہ کل میرا مقابلہ ایسے زبردست طاقتور دشمن سے آجائے کہ وہ میرا ایک ایک جوڑا لگ کر کے پھینک دے سر کہیں اور دھڑ کہیں ناک کہیں اور کان کسی جگہ دونوں ہاتھ بھی ایک دوسرے سے دور پڑے ہوں اور ٹانگیں بھی علیحدہ زمین کے بیسوں حصے میری شہادت پر محبوب حقیقی جل شانہ اور اس کے حبیب پاک ﷺ اور اس کے لائے ہوئے پسندیدہ دین اسلام کے سچے عشق پر چیخ و پکار شہادت دے رہے ہوں۔ اور جب میرا کوئی ساتھی ادھر سے گزرے تو میری قربانی پر جزاک اللہ احسن الجزاء سے مجھے تمنہ تحسین پیش کر دے تو میری روح کو سکون حاصل ہو۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے جس کی شادمانی کو اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

رہے گا کوئی تو تیغ ستم کے یادگاروں میں

مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزاروں میں

ازراہ ہمدردی سہی مگر طالبان کی سیاست یا بہ الفاظ دیگر حکمت عملی پر تنقید کرتے ہوئے ان حضرات کو سید الاولین والآخرین علیہ افضل الصلوات والتسلیمات وعلی آلہ واصحابہ کے اس ارشاد مبارک ایاکم واللہ سے کیا وصول ہو گیا تھا کہ عین موقع پر اس افسوس کے اظہار سے دشمن خوش بھی ہو سکتا ہے۔

حضرت زیدؒ کو جب اعداء دین کے ہجوم میں سولی پر لٹکانے لگے اور غالباً شبلی نعمانی مرحوم نے اس وقت ان

کی ایمانی بشارت اور روحانی مسرت کا جو نقشہ کھینچا ہے کیا وہ بے معنی تھا؟ فرماتے ہیں:۔

جبین زیدؒ پر اس وقت وہ رونق برستی تھی کہ صبح اولین کی نور کی بارش بھی شرمائے

یہ اطمینان خاطر دیکھ کر کفر اور جھلایا دلوں کی تیرگی نے بدر کے داغ اور چمکائے

اور جب اہل کفر نے پوچھا کیا اب بھی محمد ﷺ کا ساتھ دینے پر تم پشیمان نہیں ہو تو جواب فرمایا ہے کہ۔

مجھے ناز اپنی قسمت پر ہے گر نام محمد ﷺ پر یہ سرکٹ جائے اور تیرا سراپا اس سے ٹھکرائے

اور۔ یہ سب کچھ ہے گواہوں کے بیان سے کہ ان کے دل میں ایک کانٹا بھی چھ جائے

کالا پانی کے مصنف مرحوم نے بھی لکھا ہے کہ جب امریکہ کے مورث اعلیٰ برطانیہ نے ۵۸ء کے مجاہدین کو پھانسی کا حکم سنایا تو وہ حضرات خوشی کے مارے اچھلنے لگے۔ تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا اس سزا پر ان کے چہروں کو مرجھا جانے چاہیے تھا کیا یہ جاہل سمجھے نہیں کہ ان کے لئے کیا سزا تجویز کی گئی ہے۔ بتلایا گیا ٹھیک سمجھے ہیں۔ لیکن شہادت کا عظیم درجہ پا کر وہ صحیح طور پر خوش ہونے لگے ہیں۔ جب اسے یقین آیا کہ واقعی وہ حقیقہ خوش ہو رہے ہیں کیونکہ ان کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے تو کہنے لگا کہ دشمن کو وہ سزا نہیں دیں گے جس سے ان کو خوشی ہو اور پھانسی کو عمر قید سے بدل دیا۔

مظلومین کی مظلومانہ حالت پر ظالم کے خلاف رحمۃ اللعالمین ﷺ کو بھی جلال آ گیا تھا۔ جب سید الشہداء سیدنا حضرت حمزہؓ کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ اس کے بدلے ستر کفار کا مشلہ کروں گا۔ اگرچہ حکم خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے عمل میں یہ ارادہ نہیں لائے۔ سیدنا حضرت جعفر طیارؓ کی خبر شہادت پر غمزدہ ہوئے۔ بچوں پر شفقت کا ہاتھ پھیرا گھر والوں کے لئے کھانا وغیرہ بھجوا دیا۔ لیکن مجاہدین اور غازیان اسلام کی کارگزاریوں پر عین وقت پر تنقید کا ردِ گیر ہے وشتان مابینہما اسی طرح بینات باب شوال ۱۳۲۲ء نے خاص کر (ص ۱۱) سے طالبان کی حکمت عملی پر عام فہم زبان میں جو تبصرہ کیا ہے اور ان کی تحسین فرمائی ہے اس سے عام خیر خواہان طالبان کو بڑی حد تک سکون حاصل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماویں آمین۔

بلاشبہ اس سلسلہ میں اپنے ملک کا کردار باعثِ صدمہ و ملامت ہے۔ جس کا اظہار وقت پر پورا ملک کے طول و عرض سے پرامن احتجاجات سے کیا گیا اور طالبان کی امداد میں عامۃ المسلمین نے دل کھول کریم و زر اناج اور کپڑوں وغیرہ سے جس محبت کا اظہار کیا پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال غالباً نہیں مل سکے گی۔ کاش کہ حکمران حضرات اسے گوش ہوش سے سن سکتے تو آج کے اس کے برے اور قابلِ صدمہ امت نتائج سے ملک دو چار نہ ہوتا۔ نہ ایک طرف سے پاک دشمن شامی اتحاد کے رسوا کن نعرے سننے میں نہ آتے اور نہ دوسری جانب سے ہندوؤں کی بوزینہ تاج و کینا پڑتی۔

تاہم کچھ جرنیلوں کے غلط اقدام سے پوری فوج سے رُخوٹ جانا بھی نہیں چاہیے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ بعض دفعہ جنگل سے چھپے شیر بھی نکل آتے ہیں۔ ”پاسبانِ مل گئے کعبے کو ضمیمہ خانے سے“، ”سول کے“ ”احسانات“ بھی تو قوم بھلائے نہیں بھول سکتی۔ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش میں کسی نے تبدیل کر لیا۔ نوے ہزار مسلمان فوج کو بزدل اور بے ایمان ہندوؤں کے ہاتھوں کس نے ذلیل کر لیا۔ ۵۳ء میں خالص مذہبی مطالبہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر شاہی مسجد لاہور خانہ خدا میں دس ہزار مسلمان شہید یا ان ختمِ نوبت کو کس کے حکم سے کس جرنیل نے جامِ شہادت نوش کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ سینہ کے وہ داغ ہیں جو قوم مغربی جمہوریت کے ہاتھوں سہہ چکی ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہڈ ڈٹے کی حکومت کو اسلام نے پسند نہیں فرمایا۔ لیکن جس جمہوریت کی بنیاد کفر کے ان تین اصولوں پر ہو۔

الف: آخری فیصلہ اکثریت کا تسلیم کرنا چاہیے۔
ب: کھلے طور پر متصادم ہو۔

ب: اس کے باختیار اسمبلیوں میں غیر مسلموں کو باضابطہ اعزاز و اختیار کے ساتھ شریک کیا جائے گا۔
ج: انتخاب سروں کے گنتے سے ہو گا نہ کہ تو لے سے..... اسے موجودہ مشکلات کا علاج سمجھنا بھی دین و دانش کی کھلی مخالفت ہے۔ کسی مولوی ملا کی نہیں۔
ملک کے مشہور دانشور کا فرمان ہے کہ:

گریز از طرز جمہوری غلام پنہ کارے شو
کہ از مغز دو صد خرقلز یک انسان نمی آید

بارش سے جبکہ اس میں سر پر ایلے بھی پڑیں ضرور بھاگیں لیکن بھاگ کر پر نالہ کے نیچے کھڑے ہو کر خوش ہونے لگیں کہ ہم بچ گئے۔ آزمودہ آزمودن ہے۔ جسے کوئی بھی عقلمند پسند نہیں کر سکتا۔ علاج صرف اور صرف یہی ہے کہ ترک امتلات والعزای جمیعاً۔ یعنی لات و منات سب کو چھوڑ کر جس ملک کو لاکھوں قربانیاں دے کر اسلام قائم کرنے کے ہزار وعدوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنے کے لئے ہر فرد ہر تحریک اور ہر جماعت اپنی تمام طاقتیں اس مطالبہ پر صرف کرنے لگ جائیں کہ

الف: قرآن و سنت اور اجماع امت کے عین مطابق نظریہ اسلام کا منکر کوئی بھی غیر مسلم اس ملک کا حبیہ حاکمہ (باختیار اسمبلیوں) میں شریک نہ کیا جائے۔

ب: انتخاب اور باب حل و عقد علم و دانش رکھنے والوں کے ذریعہ ہو۔

ج: قرآن و سنت کے خلاف کوئی بھی دستور اور کوئی بھی قانون نافذ نہ کیا جاسکے۔

دولت پرستوں، سیاست پرستوں اور عقل پرستوں سے کیا شکوہ آخر اسلام کے نام سے قوم کو دعوت دینے والوں بالخصوص علماء دین کو کیا ہو گیا کہ ہر ایرے غیرے کے ہر نعرہ کو تو اڑاتے پھرتے ہیں۔ لیکن۔ ان الحکم الا للہ اور لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خیالاً اور افغیر اللہ ابتغی حکماً۔ اور ان طمع اکثر من فی الارض ایضلوک عن سبیل اللہ جیسے نصوص کثیرہ پر اتحاد کرنے کی دعوت دینے سے کترار ہے ہیں۔ اسلامی نظام کے ان بنیادی نقاط پر منتقازیر لب رہنا ہی علماء حق کا وہ جرم ہے جس سے پورا ملک اور خود وہ اور دینی مدارس اور دین و مذہب کے ہر قسم کے ادارے اور جماعتیں روز افزوں عذاب الیم میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ جب تک اس خاموشی کو توڑا نہیں جائے گا۔ عادت اللہ کے مطابق عذاب باقی رہے گا۔

والسلام

ناکارہ عبد الکریم غفرلہ

نجم المدارس کلاچی